رسائل و مسائل

رشتوں میں تاخیر

آج کل مختلف وجوہات سے رشتے طے کرنے میں تاخیر کی جاتی ہے اور لڑکے اور لڑکی کی عمریں کافی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات نسبت طے کرنے کے بعد' طویل مدت کچھ مسائل کے حل کے انتظار میں گزار دی جاتی ہے۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ نکاح کر دیا جاتا ہے اور رخصتی تعویق میں پڑ جاتی ہے۔ ان امور کے بارے میں شریعت کا منشا کیا ہے۔ اس دوران لڑکے اور لڑکی کے فون پر رابطہ وغیرہ کے بارے میں بھی جواز اور حدود کے مسائل سامنے آتے ہیں۔

نکاح اور رخصتی کے سلسلے میں شرعی ہدایت یہ ہے کہ مناسب رشتہ مل جائے تو پھر دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اگر زوجین میں قرابت بھی ہو' ذہنی ہم آہنگی بھی ہو' شادی ان کی ضرورت بھی ہو کہ عنفوان شباب میں ہوں' تو ایسی صورت میں رسوم و رواج کے چکر میں پڑنے' جہیز تیار کرنے' کثیر الاخراجات ولیموں کے اہتمام وغیرہ میں وقت نہیں لگانا چاہیے۔ بلکہ سادی سی مجلس نکاح منعقد کر کے رخصتی کر دینا چاہیے۔ ایک ایسا معاشرہ جس میں پاکیزگی کی خواہش ہو جس میں عفت و عصمت کی حفاظت کا اہتمام مقصود ہو' جس میں احکام شرعیہ کا قیام اور نفاذ مطلوب ہو' اس میں ٹھاٹھ باٹھ اور شان و شوکت کی حامل شادیوں کو رواج نہیں دیا جاتا۔ اگر نوجوان جوڑوں کو شادی کے لیے چار چار' پانچ پانچ سال انتظار میں رکھا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ انھیں فتنہ میں ڈال دیا جائے اور ان کو سخت امتحان سے دوچار کر دیا جائے۔ یہ تو ظلم کی ایک قسم ہے جو دین و دنیا دونوں تباہ کر دینے والی ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تمھیں ایسا آدمی پیغام نکاح دے جس کے دین اور اخلاق تمھیں پسند ہوں تو شادی کر کے رخصت کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور وسیع پیمانے پر فساد برپا ہو گا۔ اور فرمایا تین آدمیوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے' وہ غلام جو رقم دے کر آزادی چاہتا ہے۔ اس نے معاہدہ کر لیا ہے اور رقم ادا کرنا چاہے تو اس کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ دوسرا وہ شخص جو پاک بازی کے لیے نکاح کرنا چاہے' تیسرا مجاہد فی سبیل اللہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوجوانو! جو شادی کے اخراجات (مہر' نان نفقہ' سکونت) پیدا

کر سکتا ہو، تو وہ شادی کرے کہ یہ نظروں کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کہ یہ اس کی شہوت کو دبانے اور کمزور کرنے والے ہیں۔ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ)۔

پھر نکاح نبی اکرمؐ کی ایک سنت ہے اسے جس قدر جلدی ادا کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ پتہ نہیں کل حالات میں ایسا بگاڑ آجائے کہ شادی ممکن نہ رہے۔ یہ محض اپنی شہوت کو پورا کرنے اور گھر بسانے کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت ہے اور ایسی عبادت کہ اگر اس کو ادا کرنے کا فوری انتظام نہ کیا جائے تو گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی ہے۔ اس لیے اس میں تعجیل کرنا چاہیے۔ اگر دیر کی جائے تو اس سے نسل انسانی کے اس دنیا میں برقرار رہنے اور پھیلنے کی حکمت عملی متاثر ہوتی ہے۔ نکاح سے ایسی نیکیاں ظہور میں آتی ہیں جو آخرت میں نکاح کرنے والوں کے لیے رفع درجات کا ذریعہ بن جائیں۔

صحابہ کرامؓ، تابعینؒ تو نبی اکرمؐ کے ارشادات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے اور اس لیے وہ نکاح میں کسی نام و نمود اور ٹھاٹھ باٹھ کو شامل نہیں کرتے تھے۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں اخراجات کی آسانی ہو"۔ (بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ شریف)۔ اور نکاح کی اس قدر اہمیت بیان فرمائی کہ نکاح کو نصف ایمان کی تکمیل قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا: "جب ایک آدمی شادی کرتا ہے تو اپنے آدھے دین اور آدھے ایمان کی تکمیل کرتا ہے۔ نکاح کے بعد باقی آدھے میں وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے" (بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوۃ شریف)۔ نکاح کی اس دینی اہمیت کو نبی اکرمؐ نے مختلف طرح سے واضح فرمایا: ارشاد ہے: "جو میرے دین کو پسند کرتا ہے، میری سنت کی پیروی کرے اور میری ایک سنت نکاح ہے" (بیہقی فی السنن الکبریٰ)۔ جو میرے دین کو پسند کرتا ہے۔ اور فرمایا: جو آدمی نوعمری (یعنی نوجوانی میں) شادی کر لیتا ہے تو اس کا شیطان واویلا مچاتا ہے اور کہتا ہے 'ہائے میری ہلاکت' اس نے تو اپنے دین کو بچالیا۔ (ابویعلی فی المسند)۔ ایک روایت میں ہے:

"شیطان کے پاس نیک لوگوں پر اثر انداز ہونے کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی ہتھیار نہیں سوائے ان لوگوں کے جو شادی کرلیں، وہ لوگ بے حیائی سے پاک ہیں"۔ (مسند احمد)۔

اس راستہ کو چھوڑ کر محض منگنی کر دینا، نکاح اور رخصتی کو موخر کر دینا، نکاح کے مقصد پر ضرب لگانے کے مترادف ہے۔ ایسے لوگ شاید یہ چاہتے ہیں کہ پاک دامنی اور پاک بازی خالص نہ رہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ برائی کے لیے بھی چور دروازے کھلے رکھے جائیں لیکن کیوں؟ محض اس لیے کہ ان کا نام و نمود ہو جائے۔ ایسے نام و نمود اور ایسی ملازمتوں اور ایسے ٹھاٹھ باٹھ کا کیا فائدہ، جس کے نتیجہ میں برائی کے لیے راستہ ہموار ہو اور نوجوان یا تو تکلیف برداشت کریں یا پھر زنا میں مبتلا

ہوں۔

دینی شعور رکھنے والے نوجوان جوڑوں کے لیے جن کی شادی طے کر کے تاخیر کی جا رہی ہو' مناسب ہے کہ وہ اپنی عفت اور عصمت کے تحفظ کی خاطر اپنے والدین کو بالواسطہ یا براہ راست یہ بات پہنچائیں کہ وہ شریعت کے تقاضوں کو پورا کریں اور انھیں فتنے کے حوالے نہ کریں۔ فتنے میں پڑنے سے بہتر ہے کہ وہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے' والدین یا والدہ سے بات کرلیں اور کہہ دیں کہ نکاح اور شادی کو موخر کر کے نوجوانوں کو آزمائش میں ڈال دینا صحیح نہیں ہے۔ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کی بات کھل کر کرنا بہتر ہے اس برائی سے جسے چھپ کر کیا جائے۔

رشتہ طے ہو جانے کے بعد نکاح اور رخصتی کا انتظار کرنے کی بجائے نکاح اور رخصتی میں جلدی کی جائے۔ لڑکی منگیتر سے فون پر اتنی بات کہہ سکتی ہے کہ وہ فون پر گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنے کی بجائے شریعت کے تقاضے کو پورا کروائے۔ نیز محض نکاح بھی کافی نہیں ہے' رخصتی بھی ضروری ہے۔ تاکہ ہر کسی کو پتہ ہو کہ یہ جوڑا آپس میں میل جول رکھنے کا حق رکھتا ہے۔ محض نکاح ہو اور رخصتی نہ ہو تو میل ملاپ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اسی سے حیثیت اور عزت مجروح ہوتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہمت کے مواقع سے بچو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اعتکاف میں تھے کہ ایک زوجہ مطہرہ ملاقات کے لیے تشریف لائیں آپؐ انھیں رخصت کرنے گئے تو دو آدمی گزر رہے تھے۔ آپؐ نے انھیں بلایا اور فرمایا کہ یہ آپ کی ماں ہیں۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کے بارے میں ہم بدگمانی کر سکتے ہیں! تو آپؐ نے فرمایا شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسا میل ملاپ جائز ہے جس کے بارے میں کسی کو شک و شبہ نہ پیدا ہو۔ نیز اس لیے بھی کہ ایک اسلامی معاشرہ میں مشکوک قسم کی سرگرمیاں روا نہیں رکھی جاتیں۔ اس لیے کہ اس سے لوگ برائی پر جری ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ برائی کرنے والوں کو معاشرہ میں سزا نہیں ملتی۔ رہی یہ بات کہ بغیر نکاح کے فون پر رابطہ قائم رکھنا اور کھلی کھلی باتیں کرنا تو اسے حدیث میں فتنہ کہا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پٹرول کے قریب بیٹھ کر دیا سلائی جلانا۔ ایسی صورت میں خطرہ ہے کہ دیا سلائی سے پٹرول میں آگ بھڑک اٹھے۔ بغیر نکاح کے فون پر بات چیت سے تشنگی بڑھتی ہے' خطرہ ہے کہ یہ بات چیت ملاقات پر آمادہ کرے گی اور پھر سلسلہ مزید بڑھتا چلا جائے گا۔ اس لیے اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ یہ وہ شیطانی ہتھیار ہے جس کے سامنے تین تین سو سال عبادتیں کرنے والے بھی شکست کھا گئے۔ اس لیے معمولی درجہ کے متقی اور پرہیزگار نوجوان اس کا کیسے مقابلہ کر سکیں گے۔

اسی بنا پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: دنیا سے بچو' عورتوں کے ساتھ اختلاط سے بچو' اس لیے کہ ابلیس

گھات میں دیکھتا رہتا ہے' جھانکتا رہتا ہے' اور اس کے جال میں متقی لوگوں کو قید کرنے کے لیے عورتوں سے بڑا کوئی پھندا نہیں ہے"۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے' ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ہیں جو مشتبہ ہیں ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ بس جو مشتبہات سے بچ گیا تو اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو مشتبہات میں پڑا تو وہ حرام میں پڑ جائے گا۔ جیسے چرواہا' جو ممنوعہ علاقے کے ارد گرد اپنے جانوروں کو چراتا ہے قریب ہے کہ اس کے جانور ممنوعہ علاقہ میں چرنے لگیں۔

عطیہ سعدی سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک متقین کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ان چیزوں سے بچنے کی خاطر جن میں مبتلا ہونا خطرناک ہے ان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں بظاہر کوئی خطرہ نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)۔

ہمارا موجودہ معاشرہ شریعت کے ان اصولوں کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے اخلاقی زوال و انحطاط کا شکار ہے۔ اس میں اختلاط مرد و زن نے ہولناک بیماریوں کو جنم دیا ہے۔ روز بروز روح فرسا واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان آگے آئیں اور اپنی سیرت و کردار اور طرز عمل سے معاشرہ کے لیے بہترین نمونہ پیش کریں اور قیادت کا فریضہ سرانجام دیں۔ ان کے بڑوں کا بھی فرض ہے کہ وہ شریعت کے مطابق چلیں اور اپنی اولاد کو جان بوجھ کر آزمائش اور تکلیف سے دوچار نہ کریں اور ان کو اپنے فرائض اور سنن ادا کرنے کے مواقع فراہم کریں۔ ورنہ وہ بھی قیامت کے روز جواب دہ ہوں گے (عبدالمالک)۔

مطالعہ قرآن کس طرح؟

میں میڈیکل کالج کی طالبہ ہوں۔ کالج کی نظامت میرے پاس ہے۔ کالج میں زیادہ وقت تحریکی سرگرمیوں میں گزرتا ہے' جس میں درس قرآن' عام طالبات اور کارکنان سے ملاقاتیں' مطالعے کی کلاس' کارکنان کے اجتماعات اور اجتماع مشاورت وغیرہ شامل ہیں۔ گھر آنے کے بعد گھر کے کام اور نصاب کے مطالعہ کے بعد وقت نہیں بچتا۔ آپ کے کورس میں شرکت کے بعد قرآن کے مطالعے کا سوچا تھا اور اس کی ضرورت بھی ہے لیکن مجھے ناممکن محسوس ہو رہا ہے کہ میں تمام مصروفیات کے ساتھ قرآن کے لیے زیادہ وقت دے سکوں۔ ۴۵ منٹ سے ایک گھنٹہ جو کہ میں صبح کے وقت عام طور سے دے پاتی ہوں اس کے لیے نہایت کم ہے۔ اس لیے سخت ذہنی tension رہتی ہے جس سے تمام کام متاثر ہوتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ہم متعین دروس کی تیاری کریں اور ساتھ ہی قرآن کے دیگر حصوں کا مطالعہ بھی جاری رکھیں' تو کیسے اور کن اوقات میں کریں؟ اگر البقرہ کا مطالعہ شروع کریں تو کس انداز میں اور کتنا روز پڑھیں۔ ہم کس طرح حصوں کا انتخاب کریں؟ مجھے مشورہ دیں کہ کس طرح کروں؟ میں تمام ہی کرنا چاہتی ہوں اور کر سکتی ہوں۔